(170) یہ پہلا سبق تھا کتابِ ہدیٰ کا — کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا
وہی دوست ہے خالقِ دوسرا کا — خلائق سے ہے جس کو رشتہ ولا کا
یہی ہے عبادت یہی دین و ایماں
کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

(171) عمل جن کا تھا اس کلامِ متیں پر — وہ سرسبز ہیں آج روئے زمیں پر
تفوّق ہے ان کو کہین و مہیں پر — مدار آدمیت کا ہے اب انھیں پر
شریعت کے جو ہم نے پیماں توڑے
وہ لیجا کے سب اہلِ مغرب نے جوڑے

(172) سمجھتے ہیں گمراہ جن کو مسلماں — نہیں جن کو عقبیٰ میں امیدِ غفراں
نہ حصے میں فردوس جن کے نہ رضواں — نہ تقدیر میں حور جن کے نہ غلماں
پس از مرگ دوزخ ٹھکانہ ہے جن کا
حمیم آب و زقّوم کھانا ہے جن کا

(173) وہ ملک اور ملت پہ اپنی فدا ہیں — سب آپس میں ایک اک کے حاجت روا ہیں
اولو العلم ہیں اُن میں یا اغنیا ہیں — طلبگارِ بہبودِ خلقِ خدا ہیں
یہ تمغہ تھا گویا کہ حصہ انھیں کا
کہ حبّ الوطن ہے نشاں مومنیں کا

(174) امیروں کی دولت غریبوں کی ہمت — ادیبوں کی انشا حکیموں کی حکمت
فصیحوں کے خطبے شجاعوں کی جرأت — سپاہی کے ہتیار شاہوں کی طاقت
دلوں میں اُمیدیں اُمنگوں کی خوشیاں
سب اہلِ وطن اور وطن پر ہیں قرباں

(175) عروج ان کا تم جو عیاں دیکھتے ہو — جہاں میں انھیں کامراں دیکھتے ہو
مطیع اُن کا سارا جہاں دیکھتے ہو — انھیں برتر از آسماں دیکھتے ہو
یہ ثمرے ہیں اُن کی جوانمردیوں کے
نتیجے ہیں آپس کی ہمدردیوں کے

(176) غنی ہم میں ہیں جو کہ اربابِ ہمت — مسلّم ہے عالم پہ جن کی سخاوت
اگر ہے مشائخ سے اُن کو عقیدت — تو ہے پیرزادوں پہ وقف اُن کی دولت
نکمّے ہیں دن رات واں عیش کرتے
یہ نوکر ہیں جیتے نہ وہ بھوکے ہیں مرتے

(177) عمل واعظوں کے اگر قول پر ہے — تو بخشش کی امید بے صرف زر ہے
نماز اور روزے کی عادت اگر ہے — تو روزِ حساب ان کو پھر کس کا ڈر ہے
اگر شہر میں کوئی مسجد بنا دی
تو فردوس میں نیو اپنی جما دی

(178) عمارت کی بنیاد ایسی اُٹھائی — نہ نکلے کہیں ملک میں جس کا ثانی
تماشوں میں ثروت بڑوں کی اڑائی — نمائش میں دولت خدا کی لٹائی
چھٹی بیاہ میں کرنے لاکھوں کے ساماں
یہ ہیں اُن کے ارماں یہ ہیں اُن کی خوشیاں

(179) مگر دینِ برحق کا بوسیدہ ایواں — تزلزل میں مدت سے ہیں جس کے ارکاں
زمانے میں ہے جو کوئی دن کا مہماں — نہ پائیں گے ڈھونڈے جسے پھر مسلماں
عزیزوں نے اُس سے توجہ اُٹھالی
عمارت کا ہے اُس کے اللہ والی

(180) پڑی ہیں سب اُجڑی ہوئی خانقاہیں — وہ درویش و سلطاں کی اُمیدگاہیں
کھلی تھیں جہاں علمِ باطن کی راہیں — فرشتوں کی پڑتی تھیں جن پر نگاہیں
کہاں ہیں وہ جذبِ الٰہی کے پھندے
کہاں ہیں وہ اللہ کے پاک بندے

(181) وہ علمِ شریعت کے ماہر کدھر ہیں — وہ اخبارِ دیں کے مبصر کدھر ہیں
اصولی کدھر ہیں مناظر کدھر ہیں — محدث کہاں ہیں مفسر کدھر ہیں
وہ مجلس جو کل سربسر تھی چراغاں
چراغ اب کہیں ٹمٹماتا نہیں واں

(182) مدارس وہ تعلیمِ دیں کے کہاں ہیں — مراحل وہ علم و یقیں کے کہاں ہیں
وہ ارکانِ شرعِ متیں کے کہاں ہیں — وہ وارث رسولِ امیں کے کہاں ہیں
رہا کوئی امت کا ملجا نہ ماویٰ
نہ قاضی نہ مفتی نہ صوفی نہ مُلّا

(183) کہاں ہیں وہ دینی کتابوں کے دفتر — کہاں ہیں وہ علمِ الٰہی کے منظر
چلی ایسی اس بزم میں بادِ صرصر — بجھیں مشعلیں نورِ حق کی سراسر
رہا کوئی ساماں نہ مجلس میں باقی
صراحی نہ طنبور مطرب نہ ساقی

(184) بہت لوگ بن کر ہوا خواہِ امت — سفیہوں سے منوا کے اپنی فضیلت
سدا گاؤں در گاؤں نوبت بہ نوبت — پڑے پھرتے ہیں کرتے تحصیلِ دولت
یہ ٹھہرے ہیں اسلام کے رہنما اب
لقب ان کا ہے وارثِ انبیا اب

(185) بہت لوگ پیروں کی اولاد بن کر — نہیں ذات والا میں کچھ جن کے جوہر
بڑا فخر ہے جن کو لے دے کے اس پر — کہ تھے ان کے اسلاف مقبولِ داور
کرشمے ہیں جا جا کے جھوٹے دکھاتے
مریدوں کو ہیں لوٹتے اور کھاتے

(186) یہ ہیں جادہ پیمائے راہِ طریقت — مقام ان کا ہے ماورائے شریعت
انھیں پر ہے ختم آج کشف و کرامت — انھیں کے ہے قبضے میں بندوں کی قسمت

یہی ہیں مراد اور یہی ہیں مرید اب
یہی ہیں جنید اور یہی بایزید اب

(187) بڑھے جس سے نفرت وہ تقریر کرنی — جگر جس سے شق ہوں وہ تحریر کرنی
گنہگار بندوں کی تحقیر کرنی — مسلمان بھائی کی تکفیر کرنی

یہ ہے عالموں کا ہمارے طریقہ
یہ ہے ہادیوں کا ہمارے سلیقہ

(188) کوئی مسئلہ پوچھنے ان سے جائے — تو گردن پہ بارِ گراں لے کے آئے
اگر بد نصیبی سے شک اس میں لائے — تو قطعی خطاب اہلِ دوزخ کا پائے

اگر اعتراض اس کی نکلا زباں سے
تو آنا سلامت ہے دشوار واں سے

(189) کبھی وہ گلے کی رگیں ہیں پھلاتے — کبھی جھاگ پر جھاگ ہیں منہ پہ لاتے
کبھی خوک اور سگ ہیں اس کو بتاتے — کبھی مارنے کو عصا ہیں اٹھاتے

ستون چشم بد دور ہیں آپ دیں کے
نمونہ ہیں خلقِ رسولِ امیں کے

(190) جو چاہے کہ خوش ان سے مل کر ہو انساں — تو ہے شرط وہ قوم کا ہو مسلماں
نشاں سجدے کا ہو جبیں پر نمایاں — تشرع میں اس کے نہ ہو کوئی نقصاں

لبیں بڑھ رہی ہوں نہ داڑھی چڑھی ہو
ازار اپنی حد سے نہ آگے بڑھی ہو

(191) عقائد میں حضرت کا ہمداستاں ہو — ہر اک اصل میں فرع میں ہم زباں ہو
حریفوں سے ان کے بہت بدگماں ہو — مریدوں کا ان کے بڑا مدح خواں ہو

گر ایسا نہیں ہے تو مردودِ دیں ہے
بزرگوں سے ملنے کے قابل نہیں ہے

(192) شریعت کے احکام تھے وہ گوارا — کہ شیدا تھے ان پر یہود اور نصاریٰ
گواہ ان کی نرمی کا قرآں ہے سارا — خود اَلدِّیْنُ یُسْرٌ نبی نے پکارا

مگر یاں کیا ایسا دشوار ان کو
کہ مومن سمجھنے لگے بار ان کو

(193) نہ کی ان کی اخلاق میں رہنمائی — نہ باطن میں کی ان کے پیدا صفائی
پہ احکامِ ظاہر کی لے یہ بڑھائی — کہ ہوتی نہیں ان سے دم بھر رہائی

وہ دیں جو کہ چشمہ تھا خلقِ نکو کا
کیا قلتین اس کو غسل و وضو کا

(194) سدا اہلِ تحقیق سے دل میں بل ہے — حدیثوں پہ چلنے میں دیں کا خلل ہے
فسادوں پہ بالکل مدارِ عمل ہے — ہر اک رائے قرآں کا نعم البدل ہے
کتاب اور سنت کا ہے نام باقی
خدا اور نبی سے نہیں کام باقی

(195) جہاں مختلف ہوں روایات باہم — کبھی ہوں نہ سیدھی درایت سے خوش ہم
جسے عقل رکھے نہ ہرگز مسلّم — اُسے ہر روایت سے سمجھیں مقدّم
سب اس میں گرفتار چھوٹے بڑے ہیں
سمجھ پر ہماری یہ پتھر پڑے ہیں

(196) کرے غیر گر بُت کی پوجا تو کافر — جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
کہے آگ کو اپنا قبلہ تو کافر — کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں
پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں

(197) نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں — اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں — شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے
نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے

(198) وہ دیں جس سے توحید پھیلی جہاں میں — ہوا جلوہ گر حق زمین و زماں میں
رہا شرک باقی نہ وہم و گماں میں — وہ بدلا گیا آکے ہندوستاں میں
ہمیشہ سے اسلام تھا جس پہ نازاں
وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلماں

(199) تعصب کہ ہے دشمنِ نوعِ انساں — بھرے گھر کئے سیکڑوں جس نے ویراں
ہوئی بزمِ نمرود جس سے پریشاں — کیا جس نے فرعون کو نذرِ طوفاں
گیا جوش میں بولہب جس کے کھویا
ابوجہل کا جس نے بیڑا ڈبویا

(200) وہ یاں اک عجب بھیس میں جلوہ گر ہے — چھپا جس کے پردے میں اُس کا ضرر ہے
بھرا زہر جس جام میں سر بسر ہے — وہ آبِ بقا ہم کو آتا نظر ہے
تعصب کو اک جزوِ دیں سمجھے ہیں ہم
جہنم کو خلدِ بریں سمجھے ہیں ہم

(201) ہمیں واعظوں نے یہ تعلیم دی ہے — کہ جو کام دینی ہے یا دنیوی ہے
مخالف کی ریس اس میں کرنی بُری ہے — نشاں غیرتِ دینِ حق کا یہی ہے
نہ ٹھیک اُس کی ہرگز کوئی بات سمجھو
وہ دن کو کہے دن تو تم رات سمجھو